https://ataunnabi.blogspot.com/

خلاصِةُ النَّفَحَاتِ البَاهِرَة
فِی جَوازِ القَولِ بِالخَمسةِ الطَّاهرةِ

(''پنجتن پاک'' اور ''بارہ امام'' کہنے کا جواز)

مؤلف

شیخ الإسلام المحدِّث المفسِّر الفقیہ
مخدوم محمد ہاشم التَّتوی السِّندی الحنفی
(المتوفی ۱۱۷۴ھ)

ترجمہ و تخریج و تحشیہ
شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(شیخ الحدیث ورئیس دارالإفتاء بجامعة النور)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب: خلاصة النفحات الباھرة فی جواز القول بالخمسة الطاھرة
(پنجتن پاک اور بارہ امام کہنے کا جواز)

مؤلف: شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی السندی حنفی علیہ الرحمہ

مترجم ومخرج ومُحشّی: حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ تعالی

معاون: محمد اُسامہ قادری

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/اپریل 2018ء

سن اشاعت نمبر: 289

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،
فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

پیش لفظ

حضرت علاّمہ مولانا خرم محمود سرسالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

ایک مبتدی طالبِ علم پر بھی یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ کسی فن کو سمجھنے کے لئے ''اصطلاحات'' کی بہت اہمیت ہے، بغیر اصطلاحات جانے کسی کتاب کو سمجھنا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماو محقّقین نے اصطلاحاتِ فنون پر باقاعدہ کتب لکھی ہے۔ مثلاً: کتبِ فقہ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ الفاظ "فقه العبادله "یا"رأیت العبادلة الثلاثة یفعلون ذلك" پڑھنے میں آتے ہیں، یہ ایک اصطلاح ہے، اس مراد تین صحابہ کرام (عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن الزبیر) رضی اللہ عنہم ہیں۔

یوں ہی ''ائمہ اربعہ''، ''شیخین''، ''صاحبین'' وغیرہ اصطلاحات ہیں۔ اِن اصطلاحات پر کوئی نص وارد نہیں ہوئی، قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ یہ کسی صحابی کا قول ہے۔ اس کے باوجود یہ اصطلاحات بلانکیر جاری وساری ہیں نہ کسی نے لکھنے والے پر اعتراض کیا اور نہ کبھی کسی نے پڑھنے والے پر کوئی حرف گیری کی۔ بلکہ اگر کوئی شخص، فردِ واحد کسی چیز کے متعلق اصطلاح مقرر کرتا ہے تو علماو محقّقین اس کی اصطلاح ذکر کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں:

یہ فلاں کی اصطلاح ہے اور ''لَا مُشَاحَةَ فِی الاِصطِلَاحِ '' (اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں)۔

جب یہ سب اصطلاحات جاری وساری ہیں اور اصطلاح کے مقرر کرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں تو پھر آخر ''پنجتن'' اور ''بارہ امام'' کے الفاظ پر واویلا کیوں؟ یہ بھی تو ایک اصطلاح ہے کہ ''پنجتن'' سے مراد پانچ نفوسِ قدسیہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم) مراد ہیں اور ''بارہ امام'' سے

اہلِ بیت کے بارہ قدسی صفات اشخاص مراد ہیں۔

اور پھر جب کہ ''پنجتن'' تو حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔ چناں چہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (پ:۲۲، الاحزاب، ۳۳)(صحیح مُسلم: کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم، باب فضائل أهل بیت النبی صلی اللہ علیه وسلم، رقم 2424)

ایک صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی۔ حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا، پھر جناب حسین آئے وہ بھی انکے ساتھ داخل ہوگئے، پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا گیا، پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا۔ پھر فرمایا: اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اور تم کو خوب پاک وصاف فرمادے۔

مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: خیال رہے کہ لفظ ''پنجتن پاک'' اس حدیث سے لیا گیا ہے۔
(مرآۃ المناجیح: کتاب المناقب، باب مناقب اهلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الاول، رقم 6136، 8/412)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآیَةُ فِی خَمْسَةٍ: فِیَّ، وَفِی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَحَسَنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَحُسَیْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، ﴿إِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (پ:۲۲، الأحزاب،

۳۳)۔(جامع البیان عن تأویل آی القرآن:سورۃ الأحزاب،تحت الآیۃ ۳۳، 102/19)

یعنی،حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ آیت پانچ (پنجتن) کے بارے میں نازل ہوئی: میرے،علی،حسن، حسین اورفاطمہ کے بارے میں۔پھرآیتِ تطہیرتلاوت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوداپنی زبان مبارک سے''خَــــمْسَة'' کالفظ ارشاد فرمادیااورپھر''خَــمْسَة''سے اپنی مرادکوبھی ظاہرفرمادیا۔اس کا مقصدیہ نہیں کہ معاذاللہ ان پانچ کےسواہم کسی کو پاک نہیں مانتے،ہمارےنزدیک حضورعلیہ السلام کی ازواجِ مطہرات بھی آیہ تطہیرمیں شامل ہیں،اسی لئے ہم ان کےساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طورپراستعمال کرتے ہیں اوران کےعلاوہ اللہ تعالیٰ کے بےشمارمقدس محبوب بندے،بندیاں یقیناً پاک ہیں اورہم ان کی پاکی کا اعتقادرکھتے ہیں،لیکن''پنجتن پاک''بولنےکی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیثِ منقولہ بالامیں خودحضورعلیہ السلام کی زبان مبارک سے''خَمْسَة''کاکلمہ اداہوا اورپھراُس کی تفصیل بھی خودحضورعلیہ السلام بیان فرمائی۔

خیراس طرح کےاعتراضات وسوالات ہردورمیں ہوتے رہے ہیں اوراہلِ علم ان کے جوابات دیتے رہے ہیں۔سندھ کےعلم وادب کےحوالے سے بین الاقوامی شہرت یافتہ شہرٹھٹہ سےتعلق رکھنےوالےاٹھارویں صدی عیسوی کےعظیم محدّث،یگانۂ روزگارفقیہ،بیسیوں کُتُب کے مُصنّف شیخ الاسلام المحدّث المفسّر الفقیہ مخدوم محمد ھاشم التَّتوی السّندی الحنفی (م1174ھ)علیہ الرحمہ کےدورمیں بھی''پنجتن پاک''اور''بارہ امام'' کہنےوالوں کورافضی اورنہ جانے کن کن شنیع القاب سے مُلقّب کیا گیا۔آپ نے''پنجتن''اور''بارہ امام'' کہنے کے بارےمیں ایک رسالہ بنام''خـلاصۃُ الـنَّـفَـحَـاتِ البَـاھِـرَۃفِی جَوازِ القَولِ بِالخَمسۃِ الطَّاھرۃِ''تالیف فرمایا،جس میں مذکورہ الفاظ کےمدلول کادلائل سے جوازثابت فرمایا۔

یہ رسالہ فارسی زبان میں تھا،جس پر ترجمہ،تخریج اورتحشیہ کا کام مصنّف، محقّق،مترجم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمدعطاءاللہ نعیمی مدّ ظلّہ العالی نے انجام دیا ہے۔جسے جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت اپنے سلسلہ اشاعت نمبر289پرشائع کرنے کی سعادت حاصل کررہی ہے۔دعاہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کےصدقے و طفیل مصنّف،مترجم اورجملہ معانین واشاعت کاران کواس سعی کواپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اوران کی دینی وعلمی خدمات میں روزافزوں ترقی فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خرم محمودسرسالوی

10اپریل2018ء

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور وہ (ہر کام کے لئے) کافی ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام جنہیں اس نے (خود) چنا۔

اور حمد وسلام کے بعد!

فقیر حضرت بادشاہ بے نیاز کی رحمت کا اُمیدوار محمد ہاشم بن عبدالغفور سندھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال کو اچھا کرے اور اُس کے انجام کو احسن بنائے۔، کہتا ہے:

یقیناً سننے میں آیا ہے کہ بعض متعصّبین نے کہا ہے کہ جو شخص بھی پانچ نفوسِ کریمہ پر پنجتن پاک کے لفظ کا اطلاق کرے گا، وہ شخص رافضی ہوگا اور جو بھی بارہ معروف نفوسِ کریمہ پر بارہ امام کا اطلاق کرے گا، وہ کافر ہوجائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پنجتن پاک:

پس میں نے کہا کہ گروہ اہلِ اسلام اور حضرت سیّد کائنات علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے خُدام کی جماعت پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ مشہور ہو چکا ہے کہ لوگ ''پنجتن پاک'' کا لفظ بول کر اس سے مراد اوّلین وآخرین کے سردار حضرت (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، (حضرت) علی المرتضیٰ، حسنین (کریمین) اور (حضرت فاطمہ) الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم مراد لیتے ہیں۔ پس یہ معنیٰ صحیح وثابت ہے اور اس اطلاق کی تصحیح میں اصل (دلیل) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے: فرماتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے سیاہ بالوں سے بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی، پس حضرت حسن بن علی آئے تو آپ نے انہیں اس میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین آئے پس وہ اُن کے ساتھ (چادر میں) داخل

ہوگئے، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو آپ نے انہیں داخل فرمایا، پھر حضرت علی آئے تو آپ نے انہیں (بھی) داخل فرمالیا، پھر فرمایا (اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی): اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا o (الأحزاب:۳۳/۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والو، کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (کنزالایمان)

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں، امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں، امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مُصنّف'' میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی ''تفسیر'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے اور اس کی مثل اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ امام حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور خطیب بغدادی نے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز اس کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسے امام ترمذی اور امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام ترمذی نے اپنی ''سُنَن'' میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں، ''ابن جریر'' اور ''ابن مردویہ'' نے اپنی اپنی ''تفسیر'' میں فرمائی ہے۔ نیز اسی کی مثل حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں، ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مُصنّف'' میں، امام بیہقی نے اپنی سُنَن میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں کی اور امام حاکم نے اپنی ''مُستدرک'' میں صحیح قرار دیا۔

اور ابنِ جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفاسیر میں (اس کی

)تخریج کی ہے۔ نیز اسی کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوجہ دیگر ان الفاظ سے مروی ہے کہ: یہ آیہ کریمہ پانچ (ہستیوں) کے بارے میں نازل ہوئی: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت (امام) حسن، حضرت (امام) حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آیۂ کریمہ میرے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے بارے میں نازل ہوئی ہے''۔

امام احمد نے ''کتاب المناقب''، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم''، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی ''تفاسیر'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز یہ روایت بھی صحت کے ساتھ مروی ہے کہ جس وقت حضرت پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر چادر ڈالی اُسی وقت ان کے حق میں دعا فرمائی اور عرض کی: ''اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت اور میرے خاص ہیں ان سے ناپاکی کو دُور فرما دے اور انہیں پاک بنا دے'' پس دعا مقبول ہوئی اور مذکورہ آیۂ کریمہ اسی وقت آپ پر نازل ہوئی۔

اِس آیۂ کریمہ اور احادیثِ شریفہ کے مجموعے سے معلوم ہوا کہ نفوسِ مطہرہ پر لفظ ''پنجتن'' کا اطلاق جائز اور ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے اور (اس کے) قائل کی طرف رفض کی نسبت کرنا تعصّب (تنگ نظری) اور عناد (بُغض) ہے۔ اگر چہ علماءِ اہلسنّت فرماتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ میں (مذکور) طہارت پانچ نفوسِ مسطورہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ جمیع اہلِ بیت، ازواجِ مطہرات وغیرہنّ کو عام ہے۔ نیز اس قاعدے کے واسطے سے جو علمِ اُصول میں ثابت ہے کہ ''اعتبار عمومِ لفظ کا ہے نہ کہ خصوصِ

سبب کا'' اس کے باوجود لفظ ''پنجتن'' کا اطلاق مذکورہ تعمیم کے منافی نہیں ہے، کیونکہ شرعاً مفہوم عدد معتبر نہیں اور ''عدد پر نص لانا تخصیص پر دلالت نہیں کرتا'' جیسا کہ علم الاُصول میں ثابت ہے۔ پس اس لفظ کا اطلاق تمام اہلِ بیت جیسے ازواجِ مطہرات اور آلِ عباس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے طہارت کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ لہٰذا دس نفوس کریمہ معروفہ (یعنی وہ دس صحابہ جنہیں جنت کی بشارت دی گئی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ''عشرہ مبشرہ'' کا اطلاق جائز ہے۔ حالانکہ پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سوا دوسروں کو بھی جنت کی بشارت دی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود، (اُمّ المؤمنین) حضرت عائشہ صدیقہ، ابوہریرہ، فاطمہ زہراء، حسن اور حسین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جیسا کہ احادیثِ صحیحہ صریحہ میں وارد ہے اور جو (مشہور مُفسّر) علامہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے کہ شیعہ (گروہ) کا لفظ اہلِ بیت کو حضرت فاطمہ، حضرت علی اور ان کے دو بیٹوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص کرنا اور اُن کا عصمت پر اجماع حُجّتِ ضعیفہ ہے؛ کیونکہ اِن (نفوس) کو خاص کرنا آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد سے، مناسب نہیں ہے اور حدیث شریف کا تقاضا یہی ہے کہ یہ اہلِ بیت ہیں۔ یہ تقاضا نہیں ہے کہ دوسرے اہلِ بیت نہیں ہیں اور ہم پہلے ذکر کر چکے کہ لفظ عدد کا ذکر تخصیص پر دلالت نہیں کرتا اور تضعیف طہارت کو عصمت پر محمول کرنے کی طرف راجع ہے جو گناہوں سے مُنزَّہ ہونے کے وُجوب کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ یہ روافض کا قول ہے اور اہلسنّت اُسے اِس پر محمول نہیں کرتے، بلکہ اس طہارت کو شرک پر خاتمہ اور سلبِ ایمان سے بچنے پر اور آتشِ جہنم میں ہمیشہ رہنے، بلکہ نارِ جہنم میں داخل ہونے سے بچنے پر محمول کرتے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہ طہارت مذکورہ پانچ پاکوں کے سوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمیع اہلِ بیت کو عام ہو، اس لئے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی آتشِ جہنم میں داخل نہ ہو تو (اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت) مجھے عطا فرمائی۔ اس کی تخریج ابن القاسم بن بشیر نے اپنی ''امالی'' میں فرمائی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی وسعتِ رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال فضل سے بعید نہیں ہے اور اسی طہارت کی وجہ سے ان پر وہ صدقات حرام کئے ہیں جو لوگوں کے (مال کی) میل ہیں۔ پس غور وفکر کرنا چاہیے۔

بارہ امام:

مگر اہلِ بیت شریف نبوی کے بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ [1] پر لفظِ ''بارہ امام'' کے اطلاق کے مسئلہ میں جان لے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح حدیث میں

[1] بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ: اس سے مراد وہ بارہ امام ہیں جن کی ابتداء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتی ہے اور اختتام امام مہدی پر ہوتا ہے اور ''امامیہ'' اسی کے قائل ہیں اور اس پر علامہ محمد بن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ کی ''اَلشَّذَراتُ الذَّھبیۃ فی تَراجِم الأئمۃِ الإثنی عَشَر عِندَ الإمامیۃ'' کے نام سے مستقل تصنیف ہے اور اس میں جن بارہ ائمہ کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں: پہلے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما، چوتھے ابوالحسن علی بن حسین رضی اللہ عنہ، جو زین العابدین کے نام سے معروف ہیں، پانچویں حضرت ابوجعفر محمد بن زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو امام باقر کے نام سے معروف ہیں، چھٹے حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہ ہیں جو صادق کے لقب سے مشہور ہیں، ساتویں ابوالحسن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ ''تاریخ بغداد'' میں ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے انہیں عبد صالح کہا جاتا تھا، آٹھویں ابوالحسن علی رضا بن موسیٰ کاظم ہیں، نویں ابوجعفر محمد الجواد بن علی الرضا، دسویں ابوالحسن علی الہادی بن محمد الجواد ہیں، گیارہویں ابومحمد حسن بن عبدالہادی جو حسن عسکری کے نام سے معروف ہیں اور بارہویں ابوالقاسم محمد بن حسن ہیں جو ''امامیہ'' کے عقیدے کے مطابق بارہویں امام ہیں اور حجۃ کے نام سے معروف ہیں اور شیعہ کے گمان کے مطابق منتظر وقائم ومہدی ہیں۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کی بارہ امام کے عنوان سے ایک مستقل تصنیف ہے کہ جس کا مولانا ابوالطیب محمد شریف نقشبندی نے اردو زبان میں ترجمہ کیا اور سنی دارالاشاعت لاہور نے شائع کیا تھا)

وارد ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دین ہمیشہ قائم رہے گا، یہاں تک کہ تم پر بارہ خلفاء (حاکم) ہوں سب قریش میں سے ہوں گے''۔

اس حدیث شریف کو امام احمد نے اپنی ''مُسنَد'' میں، آپ کے فرزند عبداللہ بن احمد نے ''زوائد المسند'' میں، امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں متعدّد اسانید سے اور امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ان کے علاوہ مُحدّثین نے الفاظ کے قلیل اختلاف اور اتحاد فی المعنی کے ساتھ روایت کیا ہے مگر یہ شارعِ کریم اور آپ کے اصحاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان بارہ خُلفاء کی وضاحت میں ایسی نصّ وارد نہیں ہوئی ہے جو قاطع نزاع ہو۔

علماءِ اہلسنّت اس حدیث کو خلافتِ ظاہرہ پر محمول کرتے ہیں اور یہی حق ہے جو حدیث شریف کے ظاہری الفاظ کے موافق ہے مگر اُن کے بھی اس میں پانچ مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں کہ جن کی خلافت پر اجماع ہوا ہو اور لوگوں نے اُن کی بیعت کے لئے فرمانبرداری کی ہو، اگرچہ ان سے عمل کرنے میں سستی کی علامت وقوع پذیر ہوئی ہو، اس سبب سے جو مذکور حدیث کے بعض طُرُق صحیحہ میں واقع ہوا ہے۔

سُنَن ابی داؤد وغیرہ میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ: ''بارہ خُلفاء کہ اُن تمام پر لوگوں کا اجتماع ہوا ہو'' انتھی

پس وہ ترتیب وار چاروں بڑے خلفاء ہیں ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ کیونکہ خلفاءِ اربعہ کے بعد لوگ مختلف تھے، بعض حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب تھے اور بعض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب مگر اس وقت لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا جس وقت امام حسن نے

آپ کے ساتھ صلح فرمائی۔

دوسرا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں جو عدالت پر عمل کریں (یعنی عادل ہوں) اور تابعداری کی راہ کی رعایت کریں، اگرچہ لوگ ان کی خلافت پر متفق نہ ہوئے ہوں۔ پھر ان میں چار بڑے خُلفاء حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امام حسن بن علی، معاویہ، عبداللہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور باقی چار خُلفاء عبادت گزار بلا تعیین قیامت کے روز تک آئیں گے مگر یہ کہ اُن میں سے ایک آخری زمانے میں آنے والے امام مہدی ہیں۔

تیسرا قول:

یہ ہے کہ (روایت میں) ذکر کردہ خُلفاء سے مراد قرنِ اوّل کے خُلفاء ہیں کہ جن کی خلافت پے در پے تھی۔

پس اس تقدیر پر ان کی ابتداء خُلفاءِ اربعہ (حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوں گے اور اُن کی انتہا، حضرت عمر بن عبدالعزیز تک ہوگی کہ اس مدت کے درمیان چودہ خلفائے ہوئے: اُن میں سے دو ایسے تھے کہ جن کی ولایت صحیح نہ تھی اور ان کی مدت طویل نہ ہوئی: ایک معاویہ بن یزید، دوسرا مروان بن حَکَم اور باقی بارہ افراد لگاتار خلیفہ رہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات سن ایک سو ایک (۱۰۱) ہجری میں ہوئی اور اُن کے بعد لوگوں کے احوال متغیّر ہو گئے اور آپ کی وفات کے ایام میں قرنِ اوّل ختم ہو گیا۔ مگر اس قول کا موجب یہ لفظ حدیث ہے کہ ''اُن سب پر لوگ متفق ہوں گے''

مگر جو یہ حدیث شریف اکثر پر محمول کی گئی ہے کیونکہ یہ صفت مفقود ہو گئی تھی مگر

حضرت امام حسن بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی صحتِ ولایت (حاکمیت) کے باوجود ان کے زمانوں میں غالب اُمور منتظم تھے اور وہ جو ان کی بعض مدت میں عدم انتظام کے اُمور ظہور پذیر ہوئے وہ استقامت وانتظام کی بانسبت نادر ہیں۔

چوتھا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خُلفاء ہیں جو ایک ہی وقت میں پیدا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک ہی زمانے میں خُلفاء کی کثرت شہروں میں کثرت فتنہ وشر کی موجب ہوگی اور مخالفت، تنازعات کا سبب اور اُمورِ دین کو کمزور کرنے کا ذریعہ ہوگی اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں یہ قول (نقل) کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لفظ حدیث کہ ''ان سب پر لوگ متفق ہوں گے'' اس قول کے قائل کا ردّ کرتے ہیں۔ انتھی

پانچواں قول:

یہ ہے کہ بارہ خُلفاء حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسل سے ہیں جو امام مہدی کی وفات کے بعد ظاہر ہوں گے، اس دلیل سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں آیا ہے: مہدی آخر الزماں کہ اُن کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے سبب ہر سختی دور فرمائے گا اور وہ اپنی عدالت سے لوگوں سے ہر ظلم دُور فرمائیں گے، پھر اُن کے بعد بارہ افراد امر خلافت کے والی ہوں گے جن میں چھ افراد امام حسن کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے اور ایک اُن کے غیر سے ہوگا۔ پھر اس کے بعد فرق دکھائیں گے اور زمانہ فساد سے بھر جائے گا۔

حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں فرمایا: اس قائل کا قول واضح نہیں ہے اور جو روایت حضرت ابن عباس سے نقل کی گئی ہے، وہ انتہائی ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

مگر گروہِ روافض نے اس حدیث کو باطنی خلافت پر محمول کیا ہے اور اس کا حصر اہلِ بیت میں سے بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ پر کیا ہے۔

اور یہ معنی بھی بحسبِ ظاہرلفظِ حدیث سے اگرچہ بعید نہیں ہے، مگر یہ کہ جب رافضیہ نامرضیہ نے حدیثِ مذکورکو اس مراد پر محصور کیا ہے اور اس پر اپنے بعض فاسد مقاصد کی بنیاد رکھی ہے جیسے مذکورہ نفوسِ کریمہ کی عصمت اور ان کے غیر کی عدمِ عصمت اور غیرمعصوم کی خلافت وامامت کا صحیح نہ ہونے کا قول یعنی، ان کے ماسوا سے یہاں تک کہ وہ نفوسِ کریمہ مذکورہ کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں اور حضرت ابوبکرصدیق، عمروعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خلافت کی نفی کرتے ہیں اوران کے سوااور باطل باتیں (بھی ثابت کرتے ہیں)

اور اہلسنّت وجماعت کے نزدیک معصوم ہونا، انبیاءعلیہم الصلاۃ والتسلیم کے خواص سے ہے [۲] اور (معصوم ہونا) خلافتِ خلفاء کی شرط نہیں ہے۔

انبیاءعلیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے، [۳]

---

[۲] چنانچہ ''الفقہ الاکبر'' میں ہے: عام انبیاءعلیہم الصلاۃ والسلام صغائر وکبائر وکفر وقبائح سے پاک ومنزّہ ہیں۔(الفقہ الاکبر مع شرحہ للقاری، ص۹۹، ۱۰۰، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ بیروت) اورملاعلی قاری حنفی نے منزّہ کا معنی معصوم کیا ہے۔(شرح کتاب الفقہ الاکبر، ص ۱۰۰، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت) جس کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاءعلیہم الصلاۃ والسلام، صغیرہ کبیرہ، کفراور بُری باتوں سے معصوم ہیں۔(فتاویٰ فیض الرسول، ۱/۱۴۷، مطبوعۃ: شبیر برادرلاہور) اورملاعلی قاری کہتے ہیں: مذہب اصح پر یہ عصمت قبل نبوت اور بعدنبوت دونوں زمانے میں ثابت ہے۔(شرح الفقہ الاکبر، ص ۱۰۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

[۳] چنانچہ امام ابومنصورمحمد بن محمد بن محمود حنفی سمرقندی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں: پھرانسان اورجن غیرمعصوم نہیں سوائے رسولوں اورانبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کے۔(شرح الفقہ الاکبر للسمرقندی، ص ۹۲، مطبوعۃ: الرحیم اکیڈمی، کراتشی)

پس اسی سبب سے اہلسنّت وجماعت معنیٔ مذکور کا قول کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اورخود کو اس سے دُور رکھتے ہیں۔

پھراس لفظ کا قائل اگرامامت سے مرادصرف نفوسِ کریمہ مذکورہ کی تعظیم، فضیلت وشرافت لیتا ہے تو جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اوراگر خلافت اوراس کی حقیقت اس وجہ پر مراد لیتا ہے جوگروہِ نامرضیہ رافضیہ کے ہاں مقرر ہے تواس شخص نے نہایت ہی بُرا کام کیا ہے اوراہلِ بدعت (سیئہ) کی متابعت کی اوراگر مذکور قائل نے ان دو میں سے کوئی مراد بھی ذہن میں نہیں رکھی تو کوئی حرج نہیں ہے۔ہاں! ان مقدس ہستیوں پر لفظ امام بولنے کے لئے شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی نصّ وارد نہیں ہے، برخلاف اس کے جسے ہم پہلے ذکر چکے کہ لفظ ''پنجتن پاک'' اس میں شارع علیہ الصلاۃ والسلام کی جانب سے نصّ ہے۔اس کے باوجود اگرکسی شخص نے اُس معنی کے ارادے سے جورافضی نامرضی کی مراد ہے ان نفوسِ کریمہ مذکورہ پر بارہ امام کا لفظ بولا تو بھی اُسے کافر نہیں کہا جائے گا اور اس کی تکفیر کرنے والا حق سے تجاوز کرنے والا اور گنہگار ہوگا؛ کیونکہ محققین کا مذہب یہی ہے کہ اگرکوئی تحقیقاً رافضی ہوگا (جب تک غالی نہ ہو) [۴] تو ہم اُسے بھی کافر نہیں کہیں گے اوریہی

---

[۴] (شیعہ تین قسم ہیں: اوّل غالی کہ منکرضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کوناقص بتائیں، بیاض عثمانی کہیں یا امیر المومنین مولاعلی کرم اللہ وجہہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کوانبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یارب العزت جل وعلا پر بدع یعنی حکم دے کر پشیمان ہونا، پچتا کر بدل دینا، یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہوکر تبدیل کرنا مانیں، یاحضور پرنور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں، الی غیر ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات) یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اوران کے احکام مثل مرتد، فتاوی ظہیریہ وفتاوی ہندیہ وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامھم احکام المرتدین (ان کے احکام مرتدین والے ہیں)

(فتاوی ھندیہ، باب فی احکام المرتدین، ۲/۲٦٤ نورانی کتب خانہ پشاور)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم جاہل مرد عورت سب شریک ہیں الا ماشاء اللہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے) جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ نکاح نہ کسی مسلم سے ہوسکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔ جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔

دوم تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف سَبّ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انہیں بُرا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں "نص علیہ فی الخلاصة و الهندية و غيرهما" (خلاصہ اور ہندیہ میں اس پر نص ہے)

(خلاصة الفتاوى ، كتاب الفاظ الكفر، ٤/٣٨١ مكتبه حبيبيه كوئٹه)

مگر مسلک محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ صحیح ہے مگر سخت کراہت شدیدہ سے مکروہ ہے۔

لما فی الحدیث عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم لاتناکحوھم ۔

کیونکہ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو۔

(كنز العمال ٣٢٤٩٨ و ٣٢٥٤٢، ١/٥٢٩ و ٥٤٢ ،موسسة الرسالة بيروت)

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے ناقہ کو لعنت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے چھڑوا دیا کہ ملعونہ ناقہ پر ہمارے ساتھ نہ رہ۔ پھر کسی نے اس ناقہ کو نہ چھوا، حالانکہ ناقہ فی نفسہا مستحق لعنت نہیں۔

(صحيح مسلم ،باب النهی عن لعن الدواب ٢/٣٢٣ ،قديمی كتب خانه كراچی)

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہہ لعنت الٰہی کے مورد ہیں: اولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللاعنون ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (القرآن: ۲/۱۵۹)

احادیثِ صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکر شرع مطہر کو گوارا ہوگا، واللہ الہادی۔

سوم تفضیلی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی امامت برحق جانتا ہو صرف امیر المومنین مولیٰ علی کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو، انھیں کفر سے کچھ علاقہ نہیں بد مذہب ضرور ہیں ایسی عورت سے بالاتفاق نکاح جائز ہے ہاں کراہت سے خالی نہیں کہ مبتدعہ ہے اگرچہ ہلکے درجہ کی بدعت ہے خصوصاً اگر اس کی محبت میں اپنے مذہب پر اثر پڑنے کا احتمال ہو تو کراہت شدید ہوجائے گی اور ظن غالب تو اشد بالغ بدرجہ تحریم، واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

(فتاویٰ رضویہ، کتاب النکاح، باب المحرمات، جلد ۱۱، صفحہ ۳۴۵، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہمارے امام امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے جیسا کہ آپ نے خود "الفقہ الأ کبر" میں اور آپ کے شاگردوں نے اپنی کُتُب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

پس اس شخص کے مثل کی کیسے تکفیر کی جائے گی کہ جس نے صرف لفظ مذکور (بارہ امام) بولا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کا سوال کرتے ہیں اور وہی بہتر رفیق اور حق وتحقیق کو زیادہ جاننے والا ہے اور ہم اس کے نبی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی اولاد اور اصحاب پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنے کریم نبی کی متابعت کی توفیق اور ان کی شفاعت، لقاء کا شوق اور اُن کا قرب اور اُن کا دیدار نصیب فرما اور اُن کی محبت بڑھا اور ہمیں اُن کی سنت پر زندہ رکھ اور اُن کی ملّت پر موت دے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر فرما اور ہمیں آپ کے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلا جو سیراب کرنے والا، پینے میں آسان، برکت والا ہو جس کے بعد ہم کبھی بھی پیاسے نہ ہوں۔

اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا اور اپنے مضبوط دین پر ثابت رکھ اور ہمیں اپنا شوق، اپنی محبت، اپنا قرب بڑھا اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما اور ہمیں اپنی رؤیت نصیب فرما۔ آمین، تیرے لئے ہی حمد ہے، اے رب العالمین!!!

تحریراز مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ

سوال: جو چادر پنجتن پر نازل ہوئی تھی، وہ کس طرح کی تھی اور کس قسم کی تھی؟

جواب: صحیح احادیث سے ظاہر ہے کہ چادر نازل نہیں ہوئی تھی، وہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لباس سے تھی اور وہ سیاہ بالوں کی تھی۔ پس حدیث شریف میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ نے سیاہ بالوں سے بُنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی، پس حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے انہیں اس میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے پس وہ داخل ہوئے (چادر میں)، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو آپ نے اُنہیں داخل فرمایا، پھر حضرت علی آئے آپ نے انہیں بھی اس میں داخل فرمایا، پھر فرمایا (اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی)

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُـذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا o

(الاحزاب:۳۳/۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (کنزالایمان)

اس کو امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں روایت فرمایا۔

اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: یہ آیت پانچ (اشخاص) کے حق میں نازل ہوئی، (وہ یہ ہیں): نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، (حضرت) علی المرتضیٰ، (حضرت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسے (امام) احمد نے روایت کیا۔

''رشیدی'' میں کہا کہ ''مرط'' میم کے زیر کے ساتھ اون کی چادر ہے جیسے اوڑھتے ہیں۔ مُرحّل، میم کی پیش اور حاء زبر والی کی تشدید کے ساتھ، وہ کپڑا ہے جس پر پالان صورت نقش کردیتے ہیں۔ انتھی

اور چادر کے اندر آکر ان کا کھانا ثابت نہیں ہے لیکن دعا ثابت ہے۔

سوال: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سید کہا جائے یا نہیں؟

جواب: ظاہر ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ بلاشک وشبہہ سیّد ہیں جیسا کہ اس پر احادیث شاہد ہیں، پس ''الصواعق'' میں ہے: بیہقی نے روایت کیا ایک بار دور سے حضرت علی نظر آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ عرب کا سیّد (سردار) ہے، تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ تو فرمایا: میں تمام جہانوں کا سردار ہوں اور وہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عرب کے سردار ہیں۔ اسے امام حاکم نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا ہے۔

از مخدوم عبدالواحد سیوستانی

الحمدللّٰه و کفی و سلامٌ علی عباده اصطفٰی

وبعد! میگوید فقیر حقیر اُمیدوار برحمت حضرت ملك، غنی محمد هاشم بن عبدالغفور السِّندی أَصلحَ اللّٰهُ حالَه وأَحسَنَ مآلَه که بدرستی که بسماع رسید که گفتنه اند بعضی متعصّبان :که هر کسے که اطلاق کند لفظ پنجتن پاك برنفوس کریمه خمسه معروفه آن شخص رافضی باشد وهر که اطلاق کند لفظ دوازده امام برنفوس کریمه اثناعشره معروفه اُو کافر شود والعیاذ باللّٰه تعالٰی۔

پنجتن پاک

پس گفتم من: برز مرهٔ اهل اسلام وجماعة خدام حضرت سیّد کائنات علیه أفضل الصلاة والسّلام مخفی ومحتجب نماند که استشهار یافته است که تلفُّظ می نمایند مردم بلفظ "پنجتن پاك" ومرادمی دارند بآنها حضرت سیّد الاَوّلین والآخرین صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم و حضرت علی المرتضٰی وحسنَین وزهرا رضی اللّٰه تعالٰی (عنهاوعنهم)

پس این معنی صحیح است و ثابت واصل در تصحیح این اطلاق حدیث اُمّ المؤمنین عائشه است رضی اللّٰه تعالٰی عنها که گفت خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم ذَاتَ غَدَاةٍ، وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَد، فجاء الحسنُ بنُ عليٍّ فأدخَلَه ثُمَّ جاء الحُسينُ فَدخَلَ معه ثم جاءَ تُ فاطِمةُ فأَدخلَها ثُمَّ جَاءَ عليٌّ فأَدخَله ثُمَّ قال: "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا o" (الأحزاب:۳۳/۳۳)

أخرجه مسلم فی صحیحه[1] والإمام أحمد فی "مسنده"[2] وابن أبی شیبة فی "مصنَّفه"[3] وابن جریر[4] وابن أبی حاتم فی[5] "تفسیریهما"،ومروی است نحواین از أمّ سلمة رضی اللّٰه تعالٰی عنها أخرجه الحاکم فی "مستدرکه"[6] والطبرانی فی "معجمه"[7] وابن جریر[8] وابن المنذر[9] وابن حاتم[10] وابن مردویه[11] والخطیب البغدادی[12] ونیز مروی شده است نحواین از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰه تعالٰی عنه وصحّحه التّرمذی[13] والحاکم[14] وکذا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب التواضع فی اللباس إلخ، ۱٦۳۹/۳، برقم:۳٦۔(۲۰۸۱)

[2] المسند للإمام أحمد، ۱٦۲/٦

[3] المصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الفضائل، باب فضائل علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، ۱۱۷/۱۷ ، برقم:۳۲۷٦۵

[4] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان:۳۲و۳۳، ۲۹٦/۱۰،برقم:۲۸٤۸۸

[5] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة :۳۳،٦/۵۳۳

[6] المستدرك، تفسیر سورة الأحزاب، جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ، ۱۹۰/۳، برقم:۳٦۱۱

[7] المعجم الأوسط، باب الحاء من اسمه الحسن، ۳۳۳/۲،برقم:۳٤۵٦،عن أبی سعید

[8] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان :۳۲ و۳۳، ۲۹٦/۱۰،برقم:۲۸٤۹۰

[9] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ۳۳،٦/۵۳۱۔۵۳۲

[10] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ۳۳،٦/۵۳۲

[11] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة :۳۳،٦/۵۳۲

[12] تاریخ بغداد، باب السین، ذکر من اسمه: سعد، ۲۵۷/۷

[13] سُنَن الترمذی، کتاب الأدب، باب : ماجاء فی الثوب الأسود، ۵٤٤/۳۔۵٤۵، برقم:۲۸۱۳

[14] المستدرك ، تفسیر سورة الأحزاب، باب جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ ، ۱۹۰/۳، برقم:۳٦۱۱، عن أمّ سلمة رضی اللّٰه عنها

مروی شدہ از حضرت سلمہ ربیب پیغمبر خُدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم ورضی اللّٰہ عنہ۔أخرجہ الترمذی فی "سُنَنہ" [۱۵] والطبرانی فی "معجمہ" [۱۶] وابن جریر [۱۷] و ابن مردویۃ [۱۸] فی "تفسیر یہما"۔

ونیز مروی است نحواین از حضرت واثلۃ بن الأسقع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ۔ أخرجہ الإمام فی "مسندہ" [۱۹] وابن أبی شیبۃ فی "مصنّفہ" [۲۰] والبہیقی فی "سُنَنہ" [۲۱] والطبرانی فی "معجمہ" [۲۲] والحاکم فی "مستدرکہ" [۲۳] وصحّحہ وابن جریر [۲۴] وابن المنذر [۲۵] وابن أبی حاتم [۲۶] فی "تفاسیر ہم"

[۱۵] سُنَن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن ،باب ومن سورۃ الأحزاب، ۱۹۸/٤، برقم:۳۲۰۵

[۱۶] المعجم الکبیر، بقیۃ اخبار الحسن بن علی ، برقم:۲٦٦۲، ۵۲/۳

[۱۷] تفسیر الطبری، سورۃ الأحزاب/الآیتان:۳۲ و۳۳، ۲۹٦/۱۰، برقم:۲۸٤۹۰

[۱۸] الدرالمنثور، سورۃ الأحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳۲/٦،۳۳

[۱۹] المسند للإمام أحمد:۱۰۷/٤، مطبوعۃ: المکتبۃ العلمیۃ ، بیروت

[۲۰] المصنّف لابن أبی شیبۃ، کتاب الفضائل ، باب فضائل علی بن أبی طالب رضی اللّٰہ عنہ، ۱۱۷/۱۷، برقم: ۳۲۷٦۵

[۲۱] الجامع لشعب الإیمان، فصل فی مراتب نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی النبوۃ، ۸٦/۳۔۸۷، برقم:۱٤۱۹، عن منصور بن صفیۃ

[۲۲] المعجم الکبیر، بقیۃ اخبار الحسن بن علی،۵۵/۳،برقم:۲٦٦۹

[۲۳] المستدرك، تفسیر سورۃ الأحزاب، باب : جمعہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم أہل بیتہ إلخ

[۲۴] تفسیر الطبری، سورۃ الأحزاب/الآیتان :۳۲ و۳۳، ۲۹۷/۱۰،برقم:۲۸٤۹٤

[۲۵] الدرالمنثور، سورۃ الأحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳۳/٦،۳۳

[۲٦] الدرالمنثور، سورۃ الأحزاب، تحت الآیۃ :۵۳۳/٦،۳۳

ونیز مروی است نحواین از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بروجہے دیگر بدین لفظ کہ: إن ہذہ الآیۃ نزلتُ فی خمسۃٍ : النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلیّ وفاطمۃ والحسن والحسین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم، أخرجہ الإمام أحمد فی "مسندہ" [۲۷]۔

ونیز وارد است در حدیث مرفوع از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کہ فرمود حضرت پیغمبر خدا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ نَزلتُ ہذہِ الآیۃ فِیَّ وعلیٍّ وفاطمۃَ وحسنٍ وحُسینٍ۔
أخرجہ الإمام أحمد فی "کتاب المناقب" [۲۸] والطبرانی فی "معجمہ" [۲۹] وابن جریر [۳۰] و ابن أبی حاتم [۳۱] فی"تفسیر یہما"

ونیز بصحت پیوستہ است کہ وقتے کہ انداخت حضرت پیغمبر خُدا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کساءِ شریف رابرایشان دران وقت دعا فرمود درحق ایشان وگفت "اللہم ہولآءِ أہلُ بَیتِی وخَاصَّتِی أَذْہِبُ عَنہُمُ الرِّجْسَ وَطَہِّرہُم تَطہِیرًا" [۳۲]

[۲۷] الدرالمنثور، سورۃ الأحزاب ، تحت الآیۃ :۵۳۳/٦،۳۳

[۲۸] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، الأصل الثالث: الإجماع/مسألۃ لا ینعقد الإجماع بأہل وحدہ

[۲۹] المعجم الکبیر، بقیۃ أخبار الحسن بن علی ، ۵۲/۳، برقم:۲٦٦۲

[۳۰] تفسیر الطبری، سورۃ الأحزاب/الآیتان:۳۲ و۳۳، ۲۹٦/۱۰، برقم:۲۸٤۸۷

[۳۱] الدرالمنثور، سورۃ الأحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳۳/٦،۳۳

[۳۲] سُنَن الترمذی ، کتاب المناقب، باب: ماجاء فی فضل فاطمۃ بنت محمد ﷺ، برقم:۳۸۷۱، ۵۳۸/٤

شانِ نزول:

مستجاب گشت دعا اُو و نازل گشت آیۃ مذکور ہ درھمان وقت برو۔

پس از مجموع این آیۃ کریمہ واحادیث شریف معلوم گشت کہ اطلاق لفظ "پنجتن" برنفوس مطھر ہ جائز وثابت است وانکار آن جھل است ونسبت رفض کردن بسوئی قائل تعصّب است وعناد واگرچہ علماءِ اھل سنت گفتہ اند کہ طھارت دریں آیۃ کریمہ مخصوص نیست بنفوس خمسہ مسطورہ بلکہ عام است جمیع اھلِ بیت را از ازواج مطھرات وغیر ایشان نیز بواسطۂ قاعدہ کہ مقرّرا ست در علم اصول کہ "العبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص السبب"مع ذلك اطلاق لفظ "پنجتن" منافاۃ بہ تعمیم مذکور نہ دارد۔

زیرانچہ مفھوم عدد معتبر نیست شرعاً "والتّنصیصُ علی العَدَدِ لا یَدُلُّ عَلَی التَّخُصِیُصِ" کما تقرّر فی علم الأصول [۳۳]۔پس اطلاق این لفظ دلالت نہ کند برنفی طھارت از سائر اھلِ بیت مثل ازواج کریمہ وآلِ عباس وغیرھم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم۔

ولھذا جائز است اطلاق لفظ عشرہ مُبشّرہ برنفوس کریمہ عشرہ معروفہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم [۳۴]

[۳۳] بدائع الصنائع ، کتاب الجنایات ، ۲٦۰/۱۰

[۳۴] سُنَن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف الزّھری رضی اللہ عنہ، برقم:۳۷٤۷، ٤۸۷/٤

باآنکہ بشارت دادہ است پیغمبرِ خُدا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بجنّت مرغیر ایشانرا۔نیز چنانچہ عبداللّٰہ بن مسعود [۳۵] وعائشہ صدیقہ [۳٦] وابوھریرۃ وفاطمۃ زھراء [۳۷] وحسن وحسین [۳۸] وغیرھم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم کماوردت

[۳۵] الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، باب حرف العین، ۱۱۲/۳

[۳٦] صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب :۱۸، ٤ /۳٦۷، برقم:۷۱۰۰، وباب:۱۹،٤ /۳٦۷، برقم:۷۱۰۱، بلفظ :انھا زوجۃ نبیکم فی الدنیا والآخرۃ، عن عمار بن یاسروحسن بن علی)(الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب اخبارہ عن مناقب الصحابۃ إلخ ،ذکر جز ثالث یصرح .....إلخ،برقم:۷۰۵٤،۱۱۱/۹/۸۔

کتاب الأربعین فی مناقب أمھات المؤمنین لابن عساکر، الحدیث العاشر ، ص ۱۱۰،الطبقات لابن سعد، ذکر ازواج رسول ﷺ، عائشۃ بنت أبی بکر الصدیق ،٦ /٤٦_٤۷، بلفظ : أن عائشۃ قالت: قلت للنبی ﷺ، من أزواجك فی الجنۃ ؟ قال :أنت منھن۔

الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ ،عن مناقب الصحابۃ إلخ، ۸ /۱۱۱/۹، برقم: ۷۰۵۳، بلفظ : فقال: أما ترضین أن تکونی زوجتی فی الدنیا والآخرۃ ؟ قلت: بلی والیہ ، قال: فأنت زوجتی فی الدنیا والآخرۃ۔برقم:۷۰۵۲، بلفظ : عن عائشۃ قالت : جاء بی جبریل علیہ السلام إلی رسول اللہ ﷺ فی خرقۃ حدیر : فقال: ھذہ زوجتك فی الدنیا والآخرۃ۔

کتاب الأربعین فی مناقب أمھات المؤمنین لابن عساکر، الحدیث الثانی عشر:ص۱۱۹_۱۲۰، بلفظ : عن أبی بکرۃ قال: قیل لہ: ما منعك أن لا تکون قاتلت علی بصیرتك یوم الجمل۔ قال : سمعت رسول اللہﷺ یقول: یخرج قوم ھلکی ، قائدھم امرأۃ، قائدھم فی الجنۃ ۔ وقال ابن عساکر: وفی ھذا الحدیث دلالۃ علی أنھا لا تدخل النار ولیست بکافرۃ بمقاتلۃ علی رضی اللہ عنہ کما زعمت الرافضۃ ، وفیہ دلیل علی نبوۃ النبی ﷺ۔

[۳۷] سیّدۃ نساءِ اھل الجنۃ فاطمۃ الزّھراء أو إتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب، الباب الثاث ﴿فضائلھا و بناء المصطفی....إلخ﴾ الحدیث السابع والأربعون سیّدۃ نساء أھل الجنۃ ۔

[۳۸] سُنَن الترمذی، باب :(۳۱)مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنھما، برقم:۳۷٦۸، ٤۹٦/٤

به الأحاديث الصّحيحة الصّريحة۔

وتخصيص الشيعة أهل البيت بفاطمة وعلى وابنيهما رضى الله عنهم والاحتجاج بذلك على عصمتهم وكون إجماعهم حجة ضعيف لأن التخصيص بهم لا يناسب ما قبل الآية وما بعدها، والحديث يقتضى أنهم من أهل البيت لا أنه ليس غيرهم۔ [39] فذلك لايفيد إلا تضعيف التّخصيص وقد قدّمنا أن ذكر لفظ العدد لا يدلّ على التّخصيص، وأيضاً، والتّضعيف راجع إلى حمل الطّهارة على العصمة بمعنى وُجوب التّنزّه عن الذُّنوب كما هو قول الرفضة، وأهل السنّة لا يحملونها عليه بل على التّنزّه عن سوءِ الخاتمة بالشّرك وسلب الإيمان۔وعن خلودِالنّار بل عن دخولها بل يمكن أن يكون تلك الطهارة عامة لجميع أهل بيته عليه الصّلاة والسلام ولو سوى الخمسة المطهّرة المذكورة۔

لماروى عن عمران بن حصين رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلم قال "سَأَلْتُ رَبِّیُ أَنْ لَّا يَدُخُلَ أَحَدًا مِنُ أَهْلِ بَيُتِیُ النَّارَ فَأَعُطَانِیُ " أخرجه ابن القاسم بن بشير فى "أماليه" [40] وليس ذلك ببعيد من سعة رحمة اللّٰه تعالىٰ شانُهٗ وكمال فضلِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلّم، ولأجل تلك الطّهارة حرمتُ عليهم الصّدقات التى بها أوساخ النّاس [41]

---

[39] التفسير البيضاوى، سورة الأحزاب، تحت الآية :٣٣،٥/٢٣١

[40] الفتح الكبير فى ضم الزيادة إلى جامع الصغير ،باب حرف السين، ١٤٢/٢

[41] المعجم الكبير، من امه ربيعة، ٤٤٤ ،ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب إلخ، برقم:٥٦٦،٥/٥٥

دوازده امام

واما مسئلة اطلاق لفظ "دوازده امام" برنفوس كريمه اثنا عشر معروفه از اهلِ بيت شريف نبوى پس بدانكه وارد شده است در حديث صحيح از حضرت جابر بن سمره رضى اللّٰه تعالىٰ عنه كه فرمود پيغمبرِ خُدا صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلم :"لَايَزَالُ الدِّيُنُ قَائِمًا حَتّٰی تَكُوُنَ عَلَيُكُمُ اثُنَا عَشَرَ خَلِيُفَةً كُلُّهُمُ مِنُ قُرَيُشٍ"روى هذا الحديث الإمام أحمد فى "مسنده" [42] وابنه عبداللّٰه بن أحمد فى" زوائد المسند" ومسلم فى "صحيحه" [43] بأسانيد متعدّدة، و أبوداؤد [44] والتّرمذى [45] وغيرهم من المحدّثين مع قليل اختلاف فى ألفاظ واتحادفى المعنى الا آنكه تنصيص از شارع كريمه واصحاب او صلى اللّٰه عليه وآله وسلم ورضى اللّٰه تعالىٰ عنهم درتفسير اين خلفاء اثنا عشر بروجهى كه قاطع نزاع گردد وارد نه شُده است۔

علماءِ اهل سنت حمل كرد اين حديث را بر خلافت ظاهره وهو الصّواب الموافق بظاهر الفاظ الحديث الا آنكه اختلاف كرده اند ايشان نيز باهم برپنج قول:

---

[42] المسند للإمام أحمد:١٥٧/٤ ، مطبوعة: المكتبة العلمية ، بيروت

[43] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ١ ، ١٤٥٣/٣ ،برقم:١٠۔(١٨٢٢)

[44] سُنَن أبى داؤد، ٣٠، أول كتاب المهدى، باب : ١،٣٠٥/٤، برقم:٤٢٧٩

[45] (سُنَن الترمذى، كتاب الفتن، (٤٦)باب ماجاء فى الخلفاء ، برقم:٢٢٢٣، ٢٤٠/٣

قول اول آنکه مراد آنها خلفاءِ هستند که اجماع نموده باشند برخلافت ایشان وانقیاد ونموده باشند مردم برائے بیعت ایشان اگرچه درعمل نمودن علامت تساهل از ایشان بوقوع آید بسبب آنکه واقع گشته است دربعضے طرق صحیحه حدیث مذکور درسُنَن أبی داؤد[۲۶] وغیره زیاده این لفظ که:

اثنا عشره خلیفه کلّهم یجتمعُ علیهم النّاسُ،انتهٰی۔

پس آنها خلفاءِ اربعه کِبَار علی ترتیبهم پس ازان معاویه رضی اللّٰه تعالٰی عنه زیرانکه بعد از خلفاءِ اربعه مختلفه بودند مردم بعضے بجانب حسن بن علی رضی اللّٰه تعالٰی عنه وبعضے بجانب معاویه رضی اللّٰه تعالٰی عنه الّا آنکه اجتماع نمود ند برخلافت معاویه وقتیکه صلح نمود حسن با اُو رضی اللّٰه تعالٰی عنهما۔

وقول ثانی آنکه مراد بآنها خلفاءِ اند که عمل نمایند برعدالت ومرعی دارند طریق متابعت اگر اجتماع نه نموده باشند خلائق برخلافت ایشان پس از آنها اند خلفاء کِبَار اربعه وحسن بن علی ومعاویه وعبداللّٰه بن زبیر وعمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰه تعالٰی عنهم۔

وپیدا آیند باقی چهارم خلفاء عابد تا روز قیامت بغیر تعیین الّا آنکه یکے از انها ست مهدی آخرُ الزّمان.

وقول ثالث آنکه مراد بخلفاءِ مذکوره همه خلفاءِ قَرنِ اوّل هستند که

۲۶؎ سُنَن أبی داؤد، ۳۰، أول کتاب المهدی، باب : ۱،۴/۵۰۳، برقم:۴۲۷۹

متوالی بود خلافت آنها۔

پس براین تقدیر ابتداءِ آنها خلفاءِ اربعه باشند رضی اللّٰه تعالٰی عنهم وانتهاء آنها تا عمر بن عبدالعزیز چه درما بین این مدت چهارده کس خلفاء بودند ازانها دو کس بودند که ولایت آنها صحیح نشده ومدت آنها طویل نشد یکی معاویه بن یزید دوم مروان بن حکم وباقی دوازده نفر خلیفه بودند علی التوالی وبود وفات عمر بن عبدالعزیز درسنه یکصد ویك ومتغیر گشت احوال مردم بعدازوی۔ومنقضی گشته قرنِ اول درایام وفات وی الّا آنکه بموجب این قول لفظ حدیث که "کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ النَّاسُ"۔مگر محمول براکثر باشد زیرا که این صفت مفقود گشته بود الّا در حضرت حسن بن علی و حضرت عبداللّٰه بن زبیر رضی اللّٰه تعالٰی عنهم باوجود صحت ولایت ایشان وغالب اُموردرازمنه ایشان منتظم بود وآنچه دربعض مدت ایشان از عدم انتظام اُمور بظهور پیوسته آن به نسبت استقامت وانتظام نادراستْ

وقول رابع آنکه مراد دوازده خلیفه اند که درعصر واحد پیدا آیند وهیچ شك نیست درآنکه کثرت خلفاءِ درعصر واحد موجب کثرت فتنه وشرور در بلاد میشود وسبب تخالف وتنازع وواسطه تضعیف امور دین متین می شود وحافظ ابن حجر در"فتح الباری" ردّ این قول کرده است وگفته که لفظِ حدیث که "کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ النَّاسُ" ، ردّمی کند قول این قائل را انتهی۔[۲۷]

۲۷؎ فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الأحکام ، باب ۵۲۔ إخراج الخصوم وأهل الریب من البیوت بعد المعرفة، ۲۶۲/۱۳

وقول پنجم اینکه دوازده خلفاءِ از نسلِ حسنین کریمین اند رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم که بیرون آیند بعد از وفات امام مهدی بدلیل آنچه در روایتے از ابن عباس آمده که مهدی آخرُ الزّمان که نام اُو محمد بن عبداللّٰہ باشد و دفع کند خدائی تعالٰی به سبب اُو هر شدّتے را ودُورکند بسب عدالت اُو ازیشان هر ظلمے رابعدازان والی گرداند امرِخلافت را دوازده نفررا شش نفراز آنها از اولادِ حسن باشند وپنج نفراز اولاد حضرت حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما ویك دیگر از غیرا یشان پس ازان اُوفرق نمایند وزمانه فاسد گردد۔

و حافظ ابن حجر در "فتح الباری" گفته که قول این قائل واضح نیست وروایتے که از ابن عباس نقل نموده ضعیف است بغایتِ ضُعف واللّٰہ اعلم۔[۴۸]

واما زمره رافضیه پس حمل نموده اند این حدیث را بر خلافتِ باطنه وحصر نموده اند اُو را در نفوس کریمه اثنا عشر معروفه از اهل بیت واین معنی نیز اگر چه چندان بعید نیست بحسب ظاهر لفظِ حدیث الّا آنکه چون رافضیه نامرضیه حدیثِ مذکور براین مراد حصر نموده اند وبناء نهاده اند براین بعضے مقاصد فاسد خود را چنانچه قول بعصمتِ نفوسِ کریمه مذکوره وبعدم عصمت غیر ایشان وبعدم صحت خلافت وامامت غیر معصوم یعنی ما سوای ایشان تا آنکه اثبات می نمایند خلافت نفوسِ کریمه مذکوره را ونفی می کنند خلافت حضرت ابوبکر صدیق وعمر وعثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم

[۴۸] فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب ٥٢۔ إخراج الخصوم وأهل الریب من البیوت بعد المعرفة، ٢٦٢/١٣

وإلی غیر ذلك من الأباطیل ومقرّر است نزد اهلِ سنّت و جماعت که اشتراط عِصمت از خواص انبیاءِ است علیهم الصّلاۃ والتسلیم ودرخلافتِ خلفاءِ شرط نیست۔

وهیچ یکے سوی الانبیاء معصوم نیست پس ازین سبب اهلِ سنّت وجماعت از گفتن معنی مذکور اجتناب کرده اند وتحاشی نمایند۔

پس اگر قائل این لفظ مراد بِامامت مجرد تعظیم وفضیلت وشرافت نفوسِ کریمه مذکوره دارد جائز باشد وباکی نه باشد واگر مراد خلافت و حقیقت آن دارد بروجهی که مقرر است نزد زمره نامرضیه رافضیه پس این شخص بغایت کاربد کرده باشد ومتعابعت اهل بدعت کرده باشد واگر قائل مذکور ازین هر دو مراد هیچ یکے مستحضر ندارد باکی نباشد،نعم أن إطلاق لفظِ الأئمة علیهم لانصّ فیه من الشارع بخلاف ما قدّمناه من إطلاق لفظِ الخَمسةِ المطهّرةِ فإن فیه تنصیصاً مِن الشّارع۔ومع ذلك اگر اطلاق کرد شخصے لفظ دوازده امام براین نفوس کریمه مذکوره باراده معنی آنکه مرادرافضی نا مرضی است نیز اُو را کافر نتوان گفت و تکفیر کنند اُو متجاوز عن الحقّ وآثم باشد چراکه مذهب محقّقین آن است که اگر کسے رافضی باشد تحقیقاً اُو رانیز کافر نگوئیم وهو مذهبُ إمامِنا أبی حنیفةَ کما نصّ علیه بنفسه فی "الفقه الأکبر"وغیره من إصحابه فی کتبهم۔[۴۹]

پس چگونه تکفیر کرده شود مثل این را که تلفّظ نموده است بلفظ مذکور

[۴۹] لم أطلع علیه فی "الفقه الأکبر"وغیره

فقط۔

نسأل اللّٰہَ تعالٰی الھدایۃَ والتّوفیقَ وھو خیر رفیق وأعلم بالحقّ والتّحقیق ولا حولَ ولا قوّۃَ إلّا باللّٰہ العَلیّ العَظیم

ونُصلّی ونسلّم علی نبیّہٖ محمدٍ وآلہٖ وصَحبہٖ ، أَللّٰھمّ ارزُقنَا
مُتابعۃَ نَبیّك الکریم وشفاعتَہ وشوقَہ وقُربہ ورؤیتَہ وزِدنا
محبّۃً واحیِّنا علی سنّتہٖ وتوفَّنا عَلٰی مِلّتہٖ واحشُرنا فی زُمرتہٖ
واسقِنا من حوضہٖ شراباً رویاً سائغاً ھنیئًا لا نظمأ بعدہ أبدًا۔
اَللّٰھُمَّ اھدنا صراطَك المستقیم وثبّتنا علی دِینكَ القویم
وزِدنا شوقَك وحبَّكَ وقُربَك وادخلنا جنَّتكَ وارزُقنا رؤیتَك
آمین ولك الحمدُ یاربَّ العالمین

تمّت وعمّت متمّمات ولواحق ماسبق۔

تحریراز

مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ

سوال: چادر کہ بر "پنجتن" نزول کردہ بود چہ طور بود وچہ قسم بود؟

جواب:الظاھر من الأحادیث الصّحیحۃِ أن الرِّداء لم ینزل وإنما کان من لباسہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم وکان من شعر أسود۔

ففی الحدیث خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم ذات غداۃٍ وعلیہ مِرطٌ مرحّلٌ من شعرٍ أسود فجاء الحسن بن علیّ فأدخلہ، ثم جاء الحسینُ فدخل معہ ثم جاء ت فاطمۃُ فأدخلھا ثم جاء علی فادخلہ ۔ ثم قال"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہَ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَ کُمۡ تَطۡھِیۡرًا "رواہ مسلم فی "صحیحہ"[٥٠] وروی نحوہ إمام أحمد فی "مسندہ"۔[٥١]

وعن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ: النّبیّ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وعلیّ وفاطمۃ والحسن والحسین ۔ رواہ أحمد[٥٢] قال فی الرشیدی: مِرطٌ بکسر میم گلیم از صوف وجزآن کہ پوشند،

مُرحَّل بضمّ میم وتشدید حاءِ مفتوحہ جامہ کہ دران صورۃ پالان نقش کردہ باشند ۔انتھی

وأما الأکل فلم یثبت لکن ثبت الدعاء۔

---

٥٠ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب التواضع واللباس إلخ، ١٦٤٩، برقم:٣٦۔(٢٠٨١)

٥١ مسند للإمام أحمد،١٦٢/٦

٥٢ الدرالمنثور، سورۃ الأحزاب ، تحت الآیۃ :٥٣٣/٦،٣٣

سوال:حضرت علی کرم اللّٰہ وجھہ راسید گفتہ شودیانہ۔

جواب:الظاهر أن أميرَ المؤمنينَ عليّ كرّم اللّٰهُ وجهَه سيّدٌ بلاشكٌ وشبهة كما يشهد بها الأحاديث ففی "الصواعق"[۵۳] روی البيهقی أنه ظهر عليٌّ من البُعد فقال صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلم: هذا سيّد العرب، فقالت عائشة رضی اللّٰه تعالىٰ عنها: ألستَ سيِّدالعربِ؟فقال: أنا سيّدُ العالمِيْن وهو سيِّدالعربِ، رواه الحاكم فی "صحيحه"[۵۴]

از مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیه الرحمة۔

---

۵۳ الصواعق المحرقة فی الرّدّ علی اهل البدع والزندقة ، ص۱۷۲

۵۴ المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة رضی الله تعالی عنهم، سید العرب، باب : رقم:۱۸۲۰

﴿ماخذ و مراجع﴾

☆ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، للأمير علاءُ الدين علی بن بلبان الغازی (ت ۷۳۹ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶م

☆ الطبقات لإبن سعد (ت ۲۳۰ھ)دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م

☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل الشيبانی (ت ۲۴۱ھ)المكتبة العلمية ، بيروت

☆ المصنف لابن أبی شيبة، عبدالله بن محمد الكوفی (ت۲۳۵ھ)، تحقيق محمد عوّامة ، دارقرطبة، بيروت ، الطبعة الأولیٰ ، ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

☆ المستدرك علی الصحيحين ، للحاكم أبی عبداللّٰه النيسابوری (ت۴۰۵ھ)، دارالمعرفة ، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

☆ المعجم الأوسط للطبرانی، أبی القاسم سليمان بن أحمد (ت ۳۶۰ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹م

☆ المعجم الكبير للطبرانی، أبی القاسم سليمان بن احمد (ت۳۶۰ھ) مطبوعة دارإحياء التراث العربی بيروت، ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۲م

☆ الجامع لشعب الإيمان ، للبيهقی ، الإمام أبی بكر أحمد بن الحسين الشافعی(ت۴۵۸ھ)، تحقيق الدّكتور عبدالعلی عبدالمجيد حامد، مكتبة الرّشد، الرّياض، الطبعة الأولیٰ ۱۴۳۳ھ۔ ۲۰۰۳م

☆ الدرّالمنثور فی التفسير بالمأثور، للإمام الحافظ جلال الدين السيوطی رحمة اللّٰه عليه (ت۹۱۱ھ)، دارإحياء التراث العربی، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۱م

☆ الفتح الكبير فی ضم الزّيادة إلی الجامع الصغير ، للإمام جلال الدّين عبدالرحمن بن أبی بكر السيوطی (ت ٩١١ھ)، جمع وترتيب الشيخ يوسف النبهانی ، دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ الاستيعاب فی معرفة الأصحاب ، لأبی عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبرّ القرطبی (ت ٤٦٣ھ) تحقيق وتعليق الشيخ علی محمد معوض و الشيخ عادل أحمد عبدالموجود، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٢٢ھ۔٢٠٠٢م

☆ الصّواعق المحرقة فی الرّدّ علی أهل البدع والزندقة ، للمحدث أحمد بن حجر الهيتمی المكی رحمة الله عليه (ت٩٧٤ھ)، النوريه الرضويه ببلشنك كمبنی لاهور، الطبعة الأولی ١٤٣٣ھ۔٢٠١٢م

☆ الجامع الصحيح ، وهو سُنَن الترمذی، للإمام أبی عيسی محمد بن عيسیٰ (ت٢٧٩ھ)تحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔٢٠٠٠م

☆ الفقه الاكبر مع شرحه للقاری للإمام الاعظم أبی حنيفة النعمان بن ثابت الكوفی رضی اللّٰه عنه، تحقيق وتعليق علی محمد دندل، دارالكتب العلمية، بيروت

☆ باره امام، تصنيف مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمة الله عليه، ترجمه و تدوين : ابوالطيب محمّد شريف نقشبندی، ناشر : سنی دارا لإشاعت، لاهور

☆ بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ، للكاسانی، علاؤ الدين أبی بكر بن مسعود الحنفی (ت٥٨٧ھ)تحقيق وتعليق علی محمد معوض وعادل أحمد، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔١٩٩٧م

☆ تفسير الطبری المسمی جامع البيان فی تأويل القرآن، لأبی جعفر محمد بن جرير طبری (ت ٣١٠ھ)،دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م

☆ تاريخ بغداد مدينة السّلام ،للإمام أبی بكر أحمد بن علی الخطيب البغدادی (ت٤٦٣ھ)دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

☆ تفسير البيضاوی (أنوار التنزيل وأسرار التأويل)للإمام ناصر الدين أبی الخير عبدالله بن عمر بن محمد الشيرازی الشافعی البيضاوی (ت٦٩١ھ)، دارإحياء التراث العربی، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔١٩٩٨م

☆ سُنَن أبی داؤد، للإمام سليمان بن أشعث السجستانی (ت٢٧٥ھ)، تعليق عبيد الدّعاس وعادل السيّد، دارابن حزم، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

☆ سيّدة نساء أهل الجنة فاطمة الزّهراء أو إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب، للعلامة محمد عبدالرؤف بن علی بن زين العابدين المناوی (ت١٠٣١ھ)، تحقيق و تعليق الشيخ علی أحمد عبد العال الطهطاوی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥ھ۔٢٠٠٤م

☆ الشذرات الذهبية فی تراجم الأئمة الأثنی عشر عند الإمامية لابن طولون، العلامة محمد بن طولون الدمشقی (ت٩٥٣ھ)، تحقيق اكتدكتورة مديحة الشرقاوی، مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة ، الطبعة ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ شرح الفقه الاكبر، للإمام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الحنفی السمرقندی (ت٣٣٣ھ)، الرحيم اكيڈمی، كراتشی

☆ صحيح البخاری، للإمام محمد بن إسماعيل الجعفی (ت٢٥٦ھ)، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

☆ صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج القشيری النسيابوری

(ت ١٦٢٦ھ)،دارالكتب العلمية ، بيروت

☆ فواتح الرّحموت شرح مسلم الثبوت، للعلامة عبد العلى محمد بن نظام الدين الأنصارى الهندى (ت١٢٢٥ھ)، دارإحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔١٩٩٨م

☆ فتح البارى شرح صحيح البخارى ،للإمام الحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلانى(ت ٨٥٢ھ)، دارالكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

☆ كتاب الأربعين فى مناقب أمهات المؤمنين ، لأبى منصور عبدالرحمن بن عساكر (ت٦٢٠ھ)،تحقيق و تعليق محمد احمد عبدالعزيز، مكتبة التراث الإسلامى ، القاهرة